اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت کے رسالے

"الحق المجتلی فی الحکم المبتلی"

کا خلاصہ بنام

چھوتی بیماریاں

از قلم:

حضور فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ مولانا **فیض احمد اویسی** رحمہ اللہ تعالی

AMO

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں
جذامی سے بچو
فائدہ:
تفصیل وتحقیق
فائدہ:
دو نیزے کافاصلہ
فائدہ:
جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ
واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی
فائدہ:
اے انس! بچھونااُلٹ دو
کچھ لوگ مجذوم پائے
لوگوں کو ایذا نہ دے
ایک نیزے کے فاصلے سے
فائدہ:
آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں
قریب آئیے بیٹھئے
فائدہ:
غلط نقل کی
بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہرجائے
جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے
اللہ پربھروسا
سچے یقین کی راہ
بیماری اُڑکرنہیں لگتی

فائدہ:
فیصلہ حتمی:
فائدہ:
فائدہ:
فائدہ:
تحقیقی حکم سنیئے
مجوزین کو جوابات
ازالۂ وہم:
سوال:
جواب:
سوال:
جواب:
سوال:
جواب:
سوال:
جواب:
سوال:
جواب:
سوال:
جواب:
سوال:
جواب:
سوال:
جواب:

سوال:
جواب:
تحقیق.رضوی
بہترین تقریر
فائدہ:
ہماری دوسری اردو کتابیں

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرما رہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جا رہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں. پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آ گئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔

ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علمائے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ

اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

POWERED BY
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد!

عوام تو ہیں ہی عوام، خواص بھی بعض توہمات میں مبتلاہوتے ہیں مثلاً کس کوزکام،نزلہ ہوتواس غریب سے نفرت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ کھاناتودرکنار اس کاپس خوردہ بھی نہیں کھایاجاتا اورنہ ہی اس کابچا ہوا پانی پیاجاتاہے بلکہ بعض ایسے وہمی واقع ہوئے ہیں کہ ان کے برتن کو ہاتھ نہیں لگاتے وغیرہ وغیرہ۔

فقیرنے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجددِ دین وملت سیّدنا امام احمدرضا بریلوی قدس سرہٗ کے رسالہ"الحق المجتلی في حکم المبتلی " کاخلاصہ پیش کیاہے۔

گرقبول افتدز ہے عزّو شرف

اس کی اشاعت کاسہرا حاجی محمداُویس قادری اورحاجی محمداسلم صاحب عطاری قادری کوجاتاہے .اللہ تعالی ان حضرات اوران صاحبان کو دارین میں شادوآباد رکھے جوان کے معاون ومددگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ فقیر کی کاوش اورناشرین کے لئے موجبِ نجات اورمستفیدین کےلئے مشعلِ راہ بنائے .(آمین)

بجاہ حبیبه الکریم صلی اللہ تعالی وبارك وسلم وعلی اله وأصحابه أجمعین

مدینے کابھکاری
الفقیرالقادری ابوالصالح
محمدفیض احمداُویسی رضوی غفرلہ
بہاولپور.پاکستان
۵ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله على دين الإسلام، والصلاة والسلام على أفضل هاد إلى سبيل السلام، وعلى أله وصحبه إلى يوم القيام، به نسأل السلام والسلامة عن سئ الأسقام!

امابعد!

عام طورپر یہ مشہور ہے کہ بیمارکی بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے اس وضاحت کے لئے یہ رسالہ حاضر ہے۔

جذامی سے بچو

(۱)رسول اللہنے فرمایا:

"اتقوا المجذوم كما يُتَّقَى الأسدُ"رواه البخارى فى "التاريخ" عن أبى هريرة رضى الله عنه	جذامی سے بچو جیساشیر سے بچتے ہیں۔

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں:

فر من المجذوم كفرارك من الأسد	جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتاہے۔

فائدہ:

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتاہے کسی کی بیماری اوروں کو چمٹ جاتی ہے۔اس کی تفصیل وتحقیق آتی ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

تفصیل وتحقیق

(۲)رسول اللہ فرماتے ہیں:

"اتقوا صاحب الجذام كما يتقى السبع، إذا هبط واديا فاهبطوا	جذامی سےبچو جیسے درندے سے بچتے ہیں ،وہ

غيره."رواه ابن سعد فی "الطبقات"	ایک نالے میں اُترے توتم دوسرے میں اُترو.

فائدہ:

اس کی سند ضعیف ہے۔

دو نیزے کافاصلہ

(۳) رسول اللہفرماتے ہیں:

"كلم المجذوم وبينك وبينه قدر رمح أو رمحين"ابن السني وابو نعيم في الطب - عن عبد الله بن ابي اوفی	مجذوم سے اس طورپر بات کر کہ تجھ میں اس میں ایک دو نیزے کافاصلہ ہو۔

فائدہ:

یہ سند بھی ایسی ویسی ہے اگرچہ صحت بھی لئے ہوئی ہے ۔

(۴)رسول اللہ فرماتے ہیں:

"لا تديموا النظر إلى المجذومين"رواه ابن ماجه.	مجذوموں کی طرف نگاہ جماکرنہ دیکھو.

یہ سند صالح ہے تفصیل آگے آئے گی.

دوسری روایت میں ہے:

"لا تحدوا النظر إليهم يعني المجذومين"	جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو.

جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ

(۵)رسول اللہ فرماتے ہیں :

"لا تديموا النظر إلى	جذامیوں کی طرف

المجذمين وإذا كلمتموهم فليكن بينكم وبينهم قدر رمح"رواه احمد وابو يعلى. والطبرانی فی "الکبیر" وابن جریر عن فاطمة الصغرى عن أبيها السيد الشهيد الريحانة الأصغر وابن عساكر عنها عنه وعن ابن عباس معاً رضی الله تعالی عنهم.

نظر نہ جماؤ ، ان سے بات کرو توتم میں ان میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔

واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی

(۶)حدیث میں ہے جب وفد ثقیف حاضربارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضوراقدس صلی ا تعالی علیہ وسلم نے ان سے فرمابھیجا:"ارجع فقد بايعناك" رواہ ابن ماجہ.

واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ ہونا مانع بیعت نہیں.

فائدہ:

اس سے ثابت ہوا کہ اصل بیعت تو یہ ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ ملاکر لیکن بامر مجبوری دوسرے طریقے سے بھی جائز ہے۔اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ"اسلام میں بیعت کی شرعی حیثیت"میں ہے۔

اے انس! بچھوناالُٹ دو

(۷)رسول اللہنے ایک مجذوم کوآتے دیکھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"يا أنس أثن البساط لا يطأ عليه بقدمه"رواه الخطيب عنه رضى الله تعالى عنه

بچھوناأُلٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے۔

کچھ لوگ مجذوم پائے

(۸)رسول اللہ مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے ،وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلا کر وہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا:

"إن كان شئ من الداء يعدي فهو هذا" رواه ابن النجار عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما والمرفوع منه عنه ابن عدي فى الكامل

اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہے تو وہ یہی ہے۔

لوگوں کو ایذا نہ دے

(۹)حدیث میں ہے ، ایک جذامی عورت کعبہ معظمہ کا طواف کررہی تھی امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا:

" يا أمة الله لا تؤذي الناس لو جلست في بيتك"رواه مالك والخرائطي في اعتلال القلوب: عن ابن أبي مليكة

لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو ، پھروہ گھر سے نہ نکلیں.

مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پربیٹھئے

(١٠)حدیث میں ہے :

"أن عمر بن الخطاب قال للمعيقيب اجلس مني قيد رمح وكان به ذلك الداء وكان بدريا"رواه ابن جرير

معیقیب رضی ا تعالیٰ عنہ کہ اہل بدر (ومہاجرین سابقین اوّلین رضی ا تعالیٰ عنہم) سے ہیں انہیں یہ مرض تھا امیرالمومنین عمرفاروق اعظم رضی ا تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پربیٹھئے۔

فائدہ:

ثابت ہوا مجذوم کے ساتھ کھانا پینا ممنوع ہے ۔

آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں

(١)حدیث میں ہے امیرالمومنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کیے گئے اورامیر المومنین نے اُن سے فرمایا:

"خذ مما يليك ومن شقك فلو كان غيرك ما آكلني في صحفة ولكان بيني وبينه قيد

اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتاتو

رمح"رواه ابن سعد وابن جرير.	میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا۔

قریب آیئے بیٹھئے

(۲)حدیث میں ہے امیرالمومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھاگیا ، لوگ حاضر تھے امیرالمومنین برآمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

ادن فاجلس وأيم الله لو كان غيرك به الذي بك لما اجلس مني أدنى من قيد رمح	قریب آیئے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا توایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا.

فائدہ:

پہلی دعوت صبح کی تھی یہ واقعہ عشاء کاہے۔

غلط نقل کی

(۳)حدیث میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ساکنانِ موضع جرش نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ حضور سیّدعالم نے فرمایا :

"جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو"میں نے کہا واللہ! اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہلِ جرش آپ سے یوں ناقل تھے فرمایا :

" كذبوا والله ما	اُنہوں نے غلط نقل کی

حدثتهم هذا ولقد رأيت عمر بن الخطاب يؤتي بالإناء فيه الماء فيعطيه معيقيبا وكان رجلا قد أسرع فيه ذلك الوجع فيشرب منه ثم يتناوله عمر من يده فيضع فمه موضع فمه حتى شرب منه فعرفت أنما يصنع عمر ذلك فرارا من أن يدخله شيء من العدوى. "رواه عن محمود. رضى الله تعالى عنه

، میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے توامیرالمومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اُن کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے، معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے ، امیرالمومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اُڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے۔

بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہرجائے

ابنِ سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا امیرالمومنین فاروقِ اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے ، دو حکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا ، وہ بولے:[یہ مرض]جاتارہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا ، ہاں ایسی دوا کردیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے . امیر المومنین نے فرمایا:

عافية عظيمة أن يقف فلا يزيد	بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہرجائے بڑھنے نہ پائے۔

اُنہوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں، پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کیے اور معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹاکر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا ، جب وہ ختم ہوگیا ، دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی ، اس وقت چھوڑ کردونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی. عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

"فوالله ما زال معيقيب متماسكا لا يزيد وجعه حتى مات"	معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تادمِ مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے

(۴)حدیث میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں قومِ ثقیف کے سفیر حاضر ہوئے ، کھانا حاضر لایاگیا ، وہ نزدیک آئے مگرایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہوگئے .صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:قریب آؤ، قریب آئے . فرمایا: کھانا کھاؤ. حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں :

"وجعل أبو بكر يضع يده موضع يده فيأكل مما يأكل منه المجذوم." رواه	صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے ،

ابوبکر بن أبی شيبة وابن جرير عن القاسم.

وہیں سے صدیق نوالہ لے کر نوش فرماتے . رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غالباً یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی.

اللہ پربھروسا

(۵) حدیث میں ہے :

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد رجل مجذوم فأدخلها معه في القصعة ثم قال كل ثقة بالله وتوكلا على الله."

رسول اللہنے ایک جزامی صاحب کاہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اورفرمایا اللہ پرتکیہ ہے اوراللہ پربھروسا.

رواه أبو داود والترمذى وابن ماجه وعبد بن حميد وابن خزيمة وابن أبي عاصم وابن السني فى "عمل اليوم والليلة" وأبويعلى وابن حبان والحاكم في "المستدرك" والبيهقى في "السنن" والضياء في "المختارة" وابن جرير والإمام الطحاوي كلهم عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهما كذا ذكر الإمام الجليل الجلال السيوطي في أول قسمي "جامعه الكبير" وزدت أنا ابن جرير والطحاوي. قلت: "وبه علم أن قصر"المشكاة" على ابن ماجه ليس في موضعه، ثم الحديث سكت عليه وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والضياء، وقال المناوي في "التيسير" بإسناد حسن وتصحيح ابن حبان والحاكم، قال ابن حجر: فيه نظر" اهـ

أقول: لكن فيه مفضل بن فضالة البصري بالباء أخو مبارك قال: في "التقريب""ضعيف" وقال الترمذي: "هذا حديث لا نعرفه إلا من حديث يونس بن محمد عن المفضل بن فضالة والمفضل بن فضالة هذا شيخ بصري والمفضل بن فضالة شيخ آخر مصري أوثق من هذا وأشهر وروى شعبة هذا

الحديث عن حبيب بن الشهيد عن ابن بريدة قال ابن عمر أخذ بيد مجذوم وحديث شعبة اشبه عندي وأصح" اهـ

وأخرج ابن عدي في "الكامل":"هذا الحديث للمفضل المذكور، قال : لم أر في حديثه أنكر من الحديث قال: ورواه شعبة عن حبيب عن ابن بريدة أن عمر أخذ بيد مجذوم... الحديث" اهـ

ولم يذكر الذهبي في "الميزان" : "في المفضل هذا جرحا مفسرا بل ولا غير مفسر مما يبلغ درجة التضعيف البتة إنما نقل عن يحيى" انه قال: ليس هو بذاك وعن الترمذي ما قدمنا ان المصرى أوثق منه وعن النسائى انه قال: ليس بالقوى.

أقول: ولا يخفى عليك البون البين بين "ليس بالقوي" و"ليس بقوي" وقد روي عنه ذاك المؤدب الثقة الثبت، وعبد الرحمن بن مهدي ذاك الجبل الشامخ الإمام الحافظ، قال البخاري فى علي بن عبد الله المعروف بـ "ابن المديني" ما استصغرت نفسي إلا عنده، وقال ابن المديني في عبدال‌رحمن: هذا ما رأيت أعلم منه، وكذلك موسى بن إسمعيل ذاك الثقة الثبت وجماعة، لا جرم حسنه الحافظ وإطلاق الصحيح على الحسن غير مستنكر، وقد صححه إمام الأئمة ابن خزيمة ومن تبعه، وقد وجدت له متابعا فإن الإمام الأجل أبا جعفر الطحاوي أخرجه أولا بالطريق المذكور فقال: حدثنا فهد(يعنى ابن سليمن بن يحيى) ثنا أبو بكر بن أبى شيبة ثنا يونس بن محمد الحديث. ثم قال: حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري ثنا إسمعيل بن مسلم عن أبي الزبير عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله ا هـ. قلت: وبه يعلم ما في كلام الإمام الترمذي، والله تعالى أعلم.

ثم اعلم أنه وقع في الجامع الصغير لهذا الحديث رمز حب، ك أقول: ولم أره في "المجتبى" بل ليس فيه، لأن مداره على ما ذكر الترمذي على المفضل، كما علمت والمفضل هذا ليس من رواة النسائي أصلا وقد سقط الحديث من نسخة سيدي على المتقى قدس سره، ولذا أورده من القسم الأول لل "جامع الكبير" وقد رمز له فيه د، ت، ه...إلخ، وهو الصحيح إلا أن يكون النسائى رواه

في "الكبرى" فبالنظر إليه يقال ع وهو بعيد ثم الواقع في "المشكوة" معزيا لابن ماجة ما ذكرنا أعني: "كل ثقة بالله" وفى جامع "الترمذي" ثم قال: "كل بسم الله ثقة بالله وتوكلا عليه" ، قال العلامة علي القاري: أما ترك المؤلف البسملة مع وجودها في الأصول، فإما محمولة على رواية منفردة غريبة لابن ماجه أو على غفلة من صاحب "المشكوة" أو "المصابيح" اهـ.
أقول: سبحن الله هو إنما نقله عن ابن ماجه، فلو زاد البسملة نسب إلى الفضلة، ثم لم يتفرد ابن ماجه بترك البسملة بل هو كذلك عند أبي داؤد أيضا رواه عن عثمن بن أبي شيبة عن يونس بن محمد، وابن ماجه عن أبي بكر بن أبي شيبه ومجاهد ابن موسى ومحمد بن خلف العسقلاني كلهم عن يونس بترك البسملة، والترمذي عن أحمد بن سعيد الأشقر وإبراهيم بن يعقوب كلاهما عن يونس مع البسملة، فافهم.

سچے یقین کی راہ

(۶)رسول اللہنے فرمایا:

"كل مع صاحب البلاء ، تواضعا لربك ، وإيمانا"رواه الإمام الأجل الطحاوى .	بلاء والےکے ساتھ کھاناکھااپنے رب کے لئے تواضع اوراس پرسچے یقین کی راہ سے۔

بیماری اُڑ کرنہیں لگتی

(۷)ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا :کیا رسول اللہمجذوموں کے حق میں فرماتے :"فروا منهم كفراركم من الاسد"ان سے ایسابھاگو جیساشیرسے بھاگتے ہو۔

اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا:

" لا ولكنه لا عدوى فمن عادى الاول"رواه ابن جرير عن نافع بن	ہرگز نہیں ،بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اُڑ کرنہیں لگتی جسے

القاسم عن جدته فطيمة.	پہلے ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی.

فائدہ:

ام المومنین کا یہ انکار اپنے علم کی بنا پر ہے یعنی میرے سامنے ایسا نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اورہے یہ کہ دونوں ارشاد حضورِاقدسسے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

فیصلہ حتمی:

صحیح یہی ہے جو حدیث جلیل عظیم صحیح مشہوربلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استدلال کیا کہ حضورنے فرمایا:" لا عدوی" بیماری اُڑ کر نہیں لگتی.رواہ الأئمة أحمد والشیخان وأبو داود وابن ماجه عن أبي هريرة.ورواه عنه بطريق كثيرة شتى هم والإمام الطحاوى والدارقطنى فى المتفق والخطيب والبيهقى وابن جرير واخرون وان نسيه ابوهريرة رضى الله تعالى عنه من بعد كما رواه البخاري والطحاوي وابن جرير وغيرهم.

وأحمد والستة إلا النسائي عن أنس وأحمد والشيخان وابن ماجه والطحاوي عن ابن عمر وأحمد ومسلم والطحاوي عن السائب بن يزيد وهم وابن جرير جميعا عن جابر وأحمد والترمذي والطحاوي عن ابن مسعود وأحمد وابن ماجه والطحاوي والطبراني وابن جرير عن ابن عباس والثلثة الأخيرة عن أبي أمامة . وابن خزيمة والطحاوي وابن حبان وابن جرير عن سعد عن أبي وقاص. والإمام الطحاوي عن أبي سعد الخدرى. والشيرازي في "الالقاب" والطبراني في "الكبير" والحاكم وأبو نعيم في "الحلية" عن عمير بن سعد الأنصاري. والطبراني وابن عساكر عن عبد الرحمن بن أبي عميرة المزني. وابن جرير عن أم المومنين . وأيضا صححه. والقاضى محمد ابن عبد الباقي الأنصاري فى جزئه الحديثي عن أمير المومنين علي كرم الله وجهه الكريم بلفظ "لا يعدى سقيم صحيحا" لخصناه عن الجامع الكبير مع جمع زيادات.

فائدہ:

اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع ہرشک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا" صحیحین" و"سنن ابی داؤد" و"شرح معانی الآثار" امام طحاوی وغیرہا میں حدیث ابوہریرہ رضی ا تعالیٰ عنہ سے ہے جب حضوراقدس نے یہ فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ایک بادیہ نشین نے عرض کی: یارسول ا! پھراونٹوں کایہ کیاحال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اُونٹ خارش والاآکر اُن میں داخل ہوتاہے جس سے خارش ہوجاتی ہے۔حضور پُرنورنے فرمایا:" فمن أعدی الأول" اس سے پہلے کو کس کی اُڑ کر لگی.

فائدہ:

یہاں حدیث ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ،ارشادفرمایا:"ذلکم القدر فمن أجرب الاول" یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے کھجلی لگادی.

یہی ارشاد احادیثِ مذکورہ عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وابوامامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مروی ہوا، حدیثِ اخیر میں اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

" ألم تروا إلى البعير یکون في الصحراء فيصبح وفي کر کرته أو في مراق بطنه نکتة من جرب لم تکن قبل ذلك فمن أعدى الاول"

کیادیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتاہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیماراُونٹ نہیں صبح کو دیکھو تواس کے بیچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگ گئی.

فائدہ:

اصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتدا بغیر دوسرے سے منتقل ہوئے خوداس میں بیماری پیدا ہونے کاماننا لازم ہے توحجتِ قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خودبخود بھی حادث ہوجاتی ہے اور جب یہ مسلم ہے تودوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا علیل وادعائے بے دلیل رہا، جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تویوں ہی ہزار میں ، بہرحال کسی کی کوئی بیماری کسی دوسرے کو نہیں چمٹتی اگر کوئی ایسا ہوبھی تو وہ اتفاقی امر ہے ، یہی شرعی فیصلہ ہے۔

(۸)امام احمدوبخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضورِ اقدس نے فرمایا:" لا یوردن ممرض علی مصح" ہرگز بیمارجانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں.

بیہقی نے "سنن"میں یو ں مطولاً تخریج کی کہ ارشادفرمایا"لا عدوى ولا يحل الممرض على المصح وليحل المصح حيث شاء فقيل: يا رسول الله! ولم ذلك؟ قال لأنه أذى" والله أعلم

بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانوروالا جہاں چاہے لے جائے عرض کی گئی:یہ کس لئے ؟ فرمایا:اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرا مانیں گے انہیں ایذا ہوگی۔واللّٰہ أعلم

قلت: وقد رواه مالك في "مؤطاه" أنه بلغه عن بكير بن عبد الله بن الأشج عن ابن عطية أن رسول الله صلى الله تعلى عليه وسلم قال: "لا عدوى ولا هامة ولا صفر ولا يحل الممرض على المصح وليحل المصح حيث شاء فقيل يا رسول الله ولم ذلك قال لأنه أذى" ، هكذا رواه يحيى مرسلا وتابعه جماعة من رواة المؤطا وخالفهم القعنبى وعبد الله بن يوسف وأبو مصعب ويحيى بن بكير فجعلوه عن أبي عطية عن أبي هريرة موصولا غير أن ابن بكير قال: عن أبي عطية ولا خلف فهو عبد الله بن عطية الأشجعي ويكنى أبا عطية ووهم

بعض رواة المؤطا في جعله عن أبي عطية عن أبي برزة وإنما هو عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنهما أفاده الزرقاني .

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہےصحیح جلیل ایساہی رنگ جامعیت رکھتی ہے۔"صحیح بخاری"میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ،حضورسیّدعالم فرماتے ہیں:

"لا عدوى وفر من المجذوم كما تفر من الأسد" ، أورده الإمام الجليل السيوطي في "جامعه الكبير" بهذا اللفظ عازيا لابن جرير عن أبى قلابة وفى قسمه الاول بلفظ لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر واتقوا المجذوم كما تتقوا الأسد عازيا "لسنن البيهقي" عن أبي هريرة، وأورده في أول "الجامع" أيضا بلفظ "لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر وفر من المجذوم كما تفر من الأسد" عازيا لأحمد والبخاري عن أبي هريرة، وهو كذلك في "الجامع الصحيح" وبه ظهر ما قدمنا أن العزو يتبع اللفظ فبالنظر إلى حديث أبى قلابة عددناه بحياله ولذا أوردناه بلفظه وهو بعينه لفظ البخاري وإن اشتمل على زيادات لا توقف لهذا المعنى عليها.

أقول: وأبو قلابة هذا هو عبدالله بن زيد الجرمي من ثقات التابعين وعلمائهم كثير الإرسال وكان الأولى أن ينبه عليه ثم أن العلامة الشمس السخاوي قال في حديث اتقوا ذوي العاهات المعنى "فرمن المجذوم فرارك من الأسد"، كما ورد في بعض ألفاظ الحديث وهو متفق عليه عن أبي هريرة مرفوعا بمعناه ا ه.

ورأيتني كتبت عليه ما نصه: أقول : لم أره لمسلم إنما فيه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لمجذوم: "إنا قد بايعناك فارجع" نعم هو في حديث البخاري بلفظ: " فر من المجذوم كما تفر من الأسد" وإليه وحده عزاه في "المشكاة" وكذا الإمام النوي في "شرح مسلم" تحت حديثه المذكور وكذا الإمام السيوطي في أول جامعه "الكبير" ، فالله تعالى اعلم.

تحقیقی حکم سنیئے

اب بتوفیق اللہ تعالیٰ تحقیقی حکم سنیئے !

مجوزین کو جوابات

مرض نہ چمٹنے والی روایات اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب واختلاط سے بیمارنہیں ہوجاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اسے کس کی اُڑ کرلگی. ان متواتر وروشن وظاہرارشادات عالیہ کو سن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتاکہ واقع میں تو بیماری اُڑ کر لگتی ہے مگررسول انے زمانہ جاہلیت کاوسوسہ اٹھانے کے لئے مطلقاً اس کی نفی فرمائی، پھر حضور اقدس واجلہ صحابہ کرام رضی ا تعالیٰ عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا، ان کا جھوٹا پانی پینا، ان کاہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا، خاص ان کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اُٹھاکرکھانا جہاں منہ لگا کر انہوں نے پیا بالقصد اسی جگہ منہ رکھ کر خود نوش کرنا یہ اور بھی واضح کررہی ہے کہ عدوٰی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کوبلاکے لئے پیش کرنا شرع ہرگزروانہیں رکھتی،

قال الله تعالی:

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ "

ترجمہ:آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو.

ازالۂ وہم:

مرض نہ چمٹنے والی حدیثیں ، وہ اس درجہ عالیہ صحت پرنہیں جس پراحادیث نفی ہیں ان میں اکثرضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان واشارہ کرآئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں، صرف حدیث اول کی تصحیح ہوسکتی ہے مگروہی حدیث اس سے اعلیٰ وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اسی میں ابطال عدوٰی موجود کہ مجذوم سے بھاگو اوربیماری اُڑ کر نہیں لگتی، تویہ حدیث خود واضح فرمارہی ہے کہ بھاگنے کاحکم اس وسوسہ واندیشہ

کی بناء پرنہیں، مع ہذا صحت میں اس کا پایہ بھی دیگراحادیث نفی سے گراہواہے کہ اسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطورتعلیق،
حيث قال: قال: عفان وعفان هذا وان كان من شيوخ البخاري فكثيرا ما يروى عنه بالواسطة، كما في "فتح الباري" وعدوله عن حدثنا المعتادله في جميع كتابه إلى أن قال لا يكون إلا لوجه وهذا وإن كان وصلا على طريق ابن الصلاح فليس المختلف فيه كالمتفق عليه، وقد جزم المحقق على الإطلاق في باب العنين من فتح القدير أن البخاري رواه معلقا ثم لعلك تقول مالك حصرت الصحة في الحديث الأول اليس فيما ذكرت حديث "إنا قد بايعناك فارجع" .
أقول: إنما يرويه مسلم، هكذا حدثنا يحيى بن يحيى أنا هشيم ح قال وثنا أبوبكر بن أبي شيبه قال نا شريك بن عبدالله وهشيم بن بشير عن يعلى بن عطاء، عن عمرو بن الشريد عن أبيه رضى الله تعالى عنه وقال ابن ماجه حدثنا عمرو بن رافع ثنا هشيم عن يعلى بن عطاء .... إلخ. وہشيم بن شريك كلاهما مدلس وقد عنعنا قال: في "التقريب" هشيم بن بشير ثقة ثبت كثير التدليس والإرسال "الخفي وقال فى شريك: صدوق يخطي كثيرا تغير حفظه منذ ولى القضاء بالكوفة" وقال في "تهذيب التهذيب" : قال عبد الحق الاشبيلي: كان يدلس. وقال ابن القطان: كان مشهورا بالتدليس اھ قال: ويروى له مسلم في "المتابعات" ا ھ كما هاهنا أخرج له بمتابعة هشيم، أما قول من قال: إن عنعنة المدلسين في "الصحيحين" محمول على السماع.
لوگوں میں مشہور ہونا محض اوہام وخیالات ہیں،اس کے متعلق کوئی حدیث ثبوت عدوٰی میں نص نہیں، یہ تومتواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اُڑ کرنہیں لگتی، اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اُڑ کرلگ جاتی ہے۔

سوال:

"جذامیوں کو نظرجماکر نہ دیکھو ان کی طرف تیزنگاہ نہ کرو" صاف یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمہیں گھِن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان مصیبت زدوں کو حقیرسمجھوگے

جواب:

تحقیرشرع کوپسند نہیں پھر اس سے ان گرفتاران بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی، اور یہ روانہیں.

علامہ مُناوی"تیسیر شرح جامع صغیر"میں فرماتے ہیں:"

(لا تحدوا النظر الی المجذومین)لانہ أحری ان لا تعافوھم فتزدروھم أو تحتقروھم"

علاّمہ فتنی"مجمع بحار الانوار"میں فرماتے ہیں:

"لا تدیموا النظر إلی المجذومین، لأنہ إذا أدامہ حقرہ وتأذی بہ المجذوم"

سوال:

ثقفی سے فرمایا: "پلٹ جاؤتمہاری بیعت ہوگئی"

جواب:

(۱) انہیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیرنہ سمجھیں.

(۲) حضار میں کسی کو دیکھ کریہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہترہیں، خودبینی اس مرض سے بھی سخت تربیماری ہے۔

(۳) مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہوکہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلامیں، تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیداہوگی.

(۴) حاضرین کالحاظ خاطرفرمایا کہ عرب بلکہ عرب وعجم جمہوربنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے بُرا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

(۵)ممکن کہ خاطر مریض کالحاظ فرمایا کہ ایسامریض خصوصاً نومبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتاہے۔

(۶)ممکن کہ مریض کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں، غرض واقعہ حال محل صدگونہ احتمال ہوتاہے حجت عام نہیں ہوسکتا۔

"مجمع البحار" میں ہے:

"ارجع فقد بايعناك إنما رده لئلا ينظر إليه أصحابه صلى الله عليه وسلم فيزدرونه ويرون لأنفسهم عليه فضلا فيد خلهم العجب، أولئلا يحزن المجذوم برؤية النبى صلى الله عليه وسلم وأصحابه وما فضلوا به فيقل شكره على بلاء الله تعالى"

سوال:

کیوں بچھونا لپیٹنے کو فرمایا؟

جواب:

ممکن کہ اس لئے فرمایا ہوکہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔

سوال:

روایت میں ہے اگرکوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔

جواب:

"اگر کالفظ خود بتارہا ہے کہ اُڑ کر لگنا ثابت نہیں."تیسیر"میں ہے:

"إن كان دليل على أن هذا الأمر غير محقق عنده"

جہاں بھی اگر کا لفظ ہو قائل کے نزدیک وہ دلیل غیر محقق ہے۔اس کو شک پرمحمول کرناہرگز مناسب نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضور نے فرمایا: (لوگو!) اگرتمہاری کسی دوا اور علاج میں خیرہو توپچھنے لگوانے اور شہد پینے میں ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر رضی ا تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیاہے۔ بلاشبہہ شہد کے استعمال کرنے میں خیر ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پرناطق ہے اور پچھنے لگانے میں بھی خیرہے جیسا کہ مشہور قولی اور فعلی حدیثیں اس پردلالت کرتی ہیں اور حضورصلی ا تعالیٰ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: اگرکوئی چیز قضاوقدر سے آگے بڑھ جاتی تو نظربد آگے بڑھ جاتی.

اورظاہر ہے کہ تقدیر سے کوئی شے سبقت نہیں کرسکتی اوریہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جس دلیل میں شک آجائے وہ استدلال کےقابل نہیں ہوتی۔

سوال:

وادی سے گزرجانے کاحکم اس لئے ہوا کہ بیماری چمٹ جاتی ہے جیساکہ گذشتہ صفحات میں حدیث گزری ہے۔

جواب:

اس کے وہی جوابات ہیں جو ہم نے سابق اوراق میں بیان کئے ہیں۔

سوال:

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجذومہ بی بی کو طواف کرنے سے روکا اورفرمایا کہ تم گھر بیٹھی رہو. اس سے ثابت ہوتاہے کہ بیماری چمٹ جاتی ہے۔

جواب:

اس کے جوابات بھی پہلے گزرے ہیں۔

سوال:

امیرالمومنین نے معیقیب رضی ا تعالیٰ عنہما سے فرمایا دوسراہوتا تو مجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پربیٹھتا.

جواب:

انہیں حدیثوں میں ہے کہ اُن کو اپنے ساتھ کھلایا، اگریہ امرعدوٰی کاسبب عادی ہوتا تواہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرض بلا میں ڈالنا روانہ ہوتا۔ اور گذشتہ حدیث نے توخوب ظاہرکردیاکہ امیرالمومنین خیال عدوٰی کی بیخ کنی فرماتے تھے، نری خاطرمنظورتھی تو اس شدت مبالغہ کی کیاحاجت ہوتی کہ پانی انہیں پلاکر اُن کے ہاتھ سے لے کر خاص اُن کے منہ رکھنے کی جگہ پرمنہ لگاکر خود پیتے، معلوم ہوا کہ عدوٰی بے اصل ہے تو اس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہوکہ ایسے مریض سے تنفر انسان کاایک طبعی امرہے آپ

کافضل اس پرحامل ہے کہ وہ تنفرمضمحل وزائل ہوگیا دوسراہوتا توایسانہ ہوتا۔

سوال:

حدیث ہے کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں.

جواب:

اس کی وجہ خود حدیث مؤطائے امام مالک وسنن بیہقی نے ظاہرکردی کہ یہ صرف لوگوں کے بُرا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اُڑ کرنہیں لگتی، ولہٰذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا.

سوال:

پانچ حدیثیں اوّل،دوم، سوم، پنجم، دہم ہیں کہ بیماری چمٹتی ہے۔

جواب:

ان میں دوم کی سندوہی اور سوم کی خود حضرت عبدا بن جعفررضی ا تعالیٰ عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی، اور دہم کہ امیرالمومنین سے ایک صحابی جلیل القدرمنجملہ اصحاب بدرومہاجرین سابقین اوّلین رضی ا تعالیٰ عنہم اجمعین کی نسبت اس کا صدورسخت مستبعد تھا، متعدد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کردیا جیسا کہ امیرالمومنین سے مظنون تھا یہ سب کچھ پہلے گزر چکا،مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں.

جواب٢:اُن میں کسی کاحاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور اُن میں وہی صحیح یاحسن ہے تو اسی کی طرف توجہ کافی.

علماء کے لئے یہاں متعدد طریقے ہیں:اوّل اس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ امّ المومنین صدیقہ رضی ا تعالیٰ عنہا کاہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزرا.

ان کاطریقہ ان جیسی احادیث میں یہ تھا کہ علم قطعی پر اعتماد ہومثلاًوہ حکمِ قرآن مجید سے حاصل ہو یا رسول اللہ سے بالمشافہ سناگیا ہو۔اگران دونوں کے کوئی حکم خلاف ہوتاتو وہ راوی کے سہو پر محمول فرماتیں مثلاً امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ اکرم

سے روایت کی کہ میت کواس کے اہل کے رونے سے عذاب ہوتاہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ عمر پر رحم فرمائے میت پر اس کے اہل کے رونے سے عذاب نہیں ہوتاہاں اللہ کافرکے عذاب میں اضافہ فرمادیتاہے جبکہ اس کے گھروالے اس پر روئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے:"اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی " کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا.

یونہی بی بی صاحبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمن یعنی ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پررحم فرمائے کہ وہ اپنے   والد کی طرح روایت کرتے ہیں وہ جھوٹ نہیں بولتے لیکن بھول گئے ہیں کیونکہ ایک دفعہ نبی پاک کاایک یہود کی میت پر گزر ہوا جس پر لوگ رو رہے تھے۔آپنے فرمایا لوگ اس پر رو رہے ہیں لیکن میت پر قبر میں عذاب ہورہاہے۔

ایک اور روایت میں بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ حدیث تم جھوٹوں سے تورروایت نہیں کررہے ہو یعنی حدیث صحیح ہے لیکن سننے میں غلطی ہوئی ہے تمہارے لئے قرآن کافی ہے وہی تمہیں شفا دے گایعنی وہی حکم یقینی ہے فرمایا:

" اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی " کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا.

لیکن رسول اللہنے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب کواس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب بڑھاتاہے۔

اوربی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دونوں باپ بیٹے حضرت عمر اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت کے متعلق فرمایا وہ یہ کہ رسول اللہنے بدر کے مُردہ اور کافروں کے لئے کہ مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو میں ان مُردوں کافروں کو کہہ رہا ہوں وہ تمہارے سےزیادہ سنتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے:" اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی" (اس استدلال سے بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رجوع فرمایاتھا)

یونہی بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت پہنچی کہ حضورنے ارشادفرمایا کہ عورت ، گھر اورگھوڑے میں نحوست ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر سخت ناراض ہوئیں کہ یہ رسول اللہنے نہیں فرمایاہاں آپ نے فرمایا کہ ان سے زمانۂ جاہلیت کے لوگ بدفالی پکڑتےتھے۔

رہا یہ کہ ام المومنین ایسا کیوں کرتی تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضورسے انہیں جو یقینی علم حاصل تھا وہ مذکورہ روایتی الفاظ کے خلاف تھا۔بلاشبہہ حضوربدشگونی اورنحوست کےتصورکو مبغوض خیال فرماتے اورناپسند کرتے تھے .

اور یہ بھی روایت فرمایا کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے کہاگیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی ا تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھرجانا بنسبت اشعار سے بھرجانے کے بہترہے،تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کااول حصہ تویادکرلیا لیکن اس کاآخری حصہ محفوظ نہ کرسکے۔ دراصل بات یوں ہے کہ مشرکین رسول اللہ کی اشعار سے ہجو کیا کرتے تھے،آپنے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جاتاتواس کے لئے بہترتھابنسبت حضور کی ہجو اورمذمت والے اشعار سے بھرنے کے۔

اور یہ اس لئے فرمایا کہ ام المومنین نے حضور سے خودسناتھا کہ بعض اشعار میں حکمت ہوگی

اوریہ بھی سناتھا کہ رسول اللہ ابنِ رواحہ کے اشعارپڑھاکرتے تھے اورکبھی آپ نے یہ شعر بھی پڑھ دیا"یعنی تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گاجس کوتونے توشہ نہ دیا."

اسی قاعدہ پر ام المومنین نے یہاں وہی بات کہی جواُنہوں نے رسول اللہ سے سنا ہوگاکہ"لا عدوی"یعنی بیماری کاچمٹنا کوئی شے نہیں.

جواب۳:مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں،احادیث نفی عدوٰی نے انہیں نسخ کردیا،

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول:

"ذهب عمر رضي الله عنه وجماعة من السلف إلى الأكل معه ورأوا أن الأمر باجتنابه منسوخ وممن قال بذلك عيسى بن دينار من المالكية اهـ . ورده الإمام النووي لوجهين أحدهما أن النسخ يشترط فيه تعذر الجمع بين الحديثين ولم يتعذر بل قد جمعنا بينهما والثانى أنه يشترط فيه معرفة التاريخ وتأخر الناسخ وليس ذلك موجودا هاهنا"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسلاف صالحین میں سے ایک جماعت کامذہب ہے کہ مجذوم کے ساتھ کھانا اوراس سے اجتناب کی روایت منسوخ ہے اوراس قول کے قائلین میں سے ایک عیسیٰ بن دینار مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں لیکن اسے امام نووی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے دووجہ سے تردید فرمائی ہے۔ایک وجہ یہ ہے کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دوحدیثیں جمع نہ ہوسکیں اوریہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں حدیثوں کو جمع کیا ہے۔دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط ہے کہ تاریخ معلوم ہو(تاکہ پہلی کو منسوخ اوردوسری کوناسخ قراردیں)اور یہاں یہ موجود نہیں.

تحقیق رضوی

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: امیرالمومنین حدیث مذکور کو منسوخ سمجھتے تھے۔ اگریہ بات روایت ہے جیسا کہ الفاظ سے ظاہرہوتاہے توپھردونوں وجہیں اس پر واردنہیں ہوسکتیں اس لئے کہ امیرالمومنین بغیرعلم کے ایسانہیں فرماسکتے۔ اور نسخ کے بعد جمع کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی زیادہ آسان وجہ سے ممکن ہو۔ ہاں اگرقاضی عیاض نے یہ (دعوی نسخ) اپنے گمان سے ذکرکیاہوتو پھردونوں وجہیں وجیہہ ہیں، اور ان دونوں کے علاوہ تیسری وجہ وہ جس کوہم نے بتیسویں حدیث میں روایت کیاہے کہ حضورنے دونوں کلاموں کو ایک ترتیب (نسق واحد) میں جمع فرمایا پھرنسخ

کہاں ہے، چنانچہ خصوصاً حضور کاارشاد "لاعدوٰی""وفرمن الجذوم"سے مقدم ہے اور صدرکلام کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ آخر کلام کو منسوخ کردے۔

جواب ۴: بھاگنے کاحکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو ان پرنظر پڑے گی اور اس سے وہ مفاسد عُجب وتحقیر وایذا پیداہوں گے جن کاذکرگزرا.

عمدۃ القاری میں ہے:

" قال بعضهم إن الخبر صحيح وأمره بالفرار منه لنهيه عن النظر إليه"	بعض نے کہا کہ فرار والی حدیث صحیح ہے لیکن بھاگنے کے بجائے اس کی طرف نہ دیکھنے کاحکم ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ احادیث اس مفہوم کی حامل نہیں، اس لئے کہ بعض روایات میں یہ حکم ہے کہ ان سے ایک تیر یا دو کےپھینکنے کی مقدار دور ہویہاں دیکھنے کی نفی نہیں.

جواب ۵:امرفرار ا س لئے ہے کہ اس کی بدبووغیرہ سے ایذا نہ پائیں. "شرح صحیح مسلم"میں ہے:"قیل: النهی ليس للعدوی بل للتأذی بالرائحة الكريهة ونحوها"

بعض نے کہا فرار کی نہی عدوٰی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی بدبووغیرہ کی وجہ سے ہے۔

قول مشہور ومذہب جمہورومشرب منصورکہ دوری وفرار کاحکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذا قضاوقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہوگیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی. یہ اول تو ایک امر باطل کااعتقاد ہوگا اسی قدرفساد کے لئے کیاکم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سن کرکہ رسول ا نے صاف فرمایاہے بیماری

اُڑ کرنہیں لگتی، یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا، لہٰذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنادین بچانے کے لئے دوری بہترہے، ہاں کامل الایمان وہ کرے جوصدیق اکبر وفاروق اعظم رضی ا تعالٰی عنہما نے کیا اور کس قدرمبالغہ کے ساتھ کیا اگرعیاذاً با کچھ حادث ہوتا ان کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتاکہ یہ عدوائے باطلہ سے پیداہوا ان کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقرتھا کہ" لَّنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا " (ہمیں ہرگزکچھ پہنچتا (یاپہنچ سکتا) سوائے اس کے جو ا تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھ دیاہے۔) بے تقدیرالہٰی کچھ نہ ہوسکے گا، اسی طرف اس قول وفعل حضور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور" کل ثقه باالله وتوكلا عليه"فرمایا.

امام اجل امین، امام الفقہاء وامام المحدثین، وامام اہل الجرح والتعدیل، وامام اہل التصحیح والتعلیل، حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارہ نفی عدوٰی احادیث سعدبن مالک وعلی مرتضٰی وعبدا بن عباس وابی ہریرہ وعبدا بن مسعود وعبدا بن عمر وجابر بن عبدا وانس بن مالک وسائب بن یزید وابی ذر رضی ا تعالیٰ عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں:

"فقد نفى رسول الله صلى الله عليه و سلم العدوى في هذه الآثار التي ذكرناها وقد قال فمن أعدى الأول أي لو كان إنما أصاب الثاني لما أعداه الأول إذا لما أصاب الأول شيء لأنه لم يكن معه ما يعديه ولكنه لما كان ما أصاب الأول إنما كان

رسول اللہ نے ان آثارمیں فرار سے نفی فرمائی اورفرمایاکہ پہلے بیمار کی بیماری کس سے چمٹی یعنی جب پہلے کی بیماری تقدیر سے ہے تودوسرے کی بھی اسی سے سمجھو.اگر چمٹنے کاقائل کوئی ایسی روایت پیش

بقدر الله عز و جل كان ما أصاب الثاني كذلك فإن قال قائل فنجعل هذا مضادا لما روي عن النبي صلى الله عليه و سلم لا يورد ممرض على مصح كما جعله أبو هريرة"

کرے تو ہم کہیں گے کہ یہ رسول اللہ کے اس ارشادِ گرامی کے خلاف ہے جس میں فرمایا کہ کوئی مریض کسی تندرست کے پاس نہ جائے جیساکہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کہاہے .

ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم " لاعدوٰی"کو لیتے ہیں(جیساکہ رسول اللہ نے بیماری کے تجاوز کرنے کی نفی فرمائی ہے)دائمی ہواورآپکاارشاد گرامی"کوئی مریض کسی تندرست پر وارد نہ ہو"اس خوف کی وجہ سے ہو کہ ممکن ہے کہ وہ اس سے خوف کرے تواللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وہی مصیبت اس پر اس طرح پڑے جیسے پہلے بیمار پر بیماری کاحملہ ہواپھرلوگ کہنے لگیں کہ اسے پہلے بیمارنے بیمار کیاہے توآپ کو یہ ناگوار ہواکہ کوئی کہے کہ تندرست کو بیمار نے بیمار کیا ہے .اسی قول کی وجہ سے آپ نے فرار کا حکم فرمایا حالانکہ ہم نے روایات نقل کی کہ آپنے مجذوم کاہاتھ وہاں پیالہ پررکھا جہاں سے پانی پیاتھا.اس سے یہ بھی ثابت ہوتاہےکہ رسول اللہ کی فعلی حدیث کا تقاضا ہے کہ کوئی بیماری دوسرے کونہیں چمٹتی کیونکہ اگر بیماری کے چمٹنے کااحتمال ہوتاتورسول اللہ ایسا ہرگز نہ کرتے کیونکہ اس میں خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے،اس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے:"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ "

ایک دفعہ آپ گرنے کی طرف مائل دیوار سے جلدی گزرے کہ کہیں اس کے گرنے پر موت کاحادثہ نہ ہوجائے جب اس حادثہ سے آپ نے موت کاخطرہ محسوس فرمایا توپھر بیماری چمٹنے کے خطرہ کے احساس سے کیسے چشم

پوشی فرماتے فلہٰذا آپ کا مجذوم وغیرہ سے مخالطت (ملنا جلنا)اسی لئے تھاکہ کوئی بیماری کسی کو نہیں چمٹتی. ان آثار وروایات کاہمارے نزدیک ایک یہی معنی ہےۃواللہ تعالیٰ اعلم

بہترین تقریر

"اشعۃ اللمعات"شیخ محقق میں ہے:

"اکثر برآنند کہ مراد نفی عدوٰی وابطال اوست مطلقاً چنانچہ ظاہراحادیث درآن ست"

اسی میں ہے"اعتقاد جاہلیت آں بود کہ بیمارے کہ درپہلوئے بیمارے نشیند یاہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری اوبوے گفتہ اند کہ بزعم اطبا ایں سرایت درہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخرورمدوامراض وبائیہ پس شارع آں را نفی کرد وابطال نمودیعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ہم چناں کہ او رابیمار کردایں را نیز کرد"

اکثر اس پر ہیں کہ اس سے مرادعدوٰی کی نفی وابطال ہے مطلقاً جیساکہ احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتاہے اورزمانۂ جاہلیت کااعتقادتھاکہ بیمارکے قریب نہ بیٹھو یاان کے ہمراہ نہ کھاؤکیونکہ اس کی بیماری اس میں سرایت کرجاتی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اطباء کاخیال ہے کہ سات بیماریاں سرایت کرتی ہیں:

(۱)جذام(۲)خارش(۳)چیچک(۴)خسرہ(۵)گندہ دہن ومنہ کی بدبو(۶)چشمِ آشوب(۷)امراض وبائیہ۔

حضرت شارع علیہ الرحمۃ نے اس کی نفی وابطال فرمایا ہے یعنی یہ امراض سرایت نہیں کرتیں بلکہ قادرِ مطلق نے جسے جیسے چاہا بیمار کیا.

بالجملہ ان پانچواں اقوال پرعدویٰ باطل محض ہے یہی مذہب ہے۔ حضرت افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیّدنا صدیق اکبروحضرت سیّدنا فاروقِ اعظم وحضرت سلمان فارسی وحضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اجلہ صحابہ کرام کا اور اسی کو اختیار فرمایا. امام اجل طحاوی سیّد الحنفیہ وامام یحیی مالکی وامام عیسیٰ بن دینار مالکی وامام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی وعلامہ طاہر حنفی و شیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے "عمدة القاری"میں "طبری"سے ہے :

"وكان ابن عمر وسلمان يصنعان الطعام للمجذومين ويأكلان معهم وعن عائشة أن امرأة سألتها أكان رسول الله قال فر من المجذوم فرارك من الأسد فقالت عائشة كلا والله ولكنه قال لا عدوى وقال فمن أعدى الأول وكان مولى لنا أصابه ذلك الداء فكان يأكل في صحافي ويشرب في أقداحي وينام على فراشي"

یعنی عبداللہ و عمر وسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم مجذومین کے لئے کھانا تیار فرماتے اوران کے ساتھ کھاتے اورام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزادشدہ کو یہ مرض ہوگیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا بچھونوں پر سوتا.

"زرقانی علی المؤطا"میں زیر حدیث

"إنه أذى" فرمایا:"قال يحيى بن يحيى سمعت أن تفسيره في رجل يكون به الجذام فلا ينبغي له أن ينزل على الصحيح يؤذيه، لانه وإن كان لا يعدي فالأنفس تكرهه وقال صلى الله تعالى عليه وسلم: إنه أذى يعني لا للعدوى"

یحییٰ بن یحییٰ نے فرمایاکہ میں نے"إنه أذى"کی تفسیر سنی ، فرمایا:اس مرد کے لئےجسے جذام تھا کہ وہ تندرست کے پاس نہ جائے اگرچہ عقیدہ یہی ہے کہ کوئی مرض دوسرے کو نہیں چمٹتا.

بہتر ہےاس سے دورہوناچاہتے نبی پاکنے بھی اسے اس لئے"أذى"فرمایاہےاس لئے نہ کہ وہ بیماری دوسروں کو چمٹ جاتی ہے۔

غرض مذہب یہ ہے اوروہ وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم:"وهاهنا ثلاثة وجوه اخر لبعض العلماء"یہاں پر تین اقوال بعض علماء کے اور ہیں۔

جواب ۶:

"أن الجذام مستثنى من قوله صلى الله عليه وسلم"لا عدوى"أن لا يعدي شىء شيئا إلا هذا ،وعزاه في "أشعة اللمعات" إلى الكرماني الشافعي صاحب"الكواكب الدرارى في شرح صحيح البخاري".

جذام نبی پاککے قول مبارک"لا عدوی"سے مستثنیٰ ہےیعنی کوئی بیماری دوسرے کو نہیں چمٹتی سوائے جذام کے۔"اشعة اللمعات"میں ہے کہ یہ قول کرمانی شافعی کی طرف منسوب ہے صاحبِ کوکب دراری شرح بخاری میں بیان کیا ہے۔

جواب۷:امام بغوی نے فرمایا کہ جذام بدبوداربیماری ہے اسی سے وہ بیمار ہوجاتاہے جوایسے مریض کے پاس زیادہ وقت گزارے اوراس کے ساتھ کھائے پیئے اوراس کے ساتھ سوئے تویہ عدوی سے نہیں بلکہ طب کا نظریہ ہے .یہ ایسے ہےجیسے کسی کوناگوارمرض ہو اوراس کے ساتھ کھایا پیاجائے یاجو شے بدبو دارہواوراسے باربار سونگھا جائے۔ یہ ایسا مقام ہے جوانسان کی طبع کے ناموافق ہے لیکن سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ ہے کوئی کسی کواللہ تعالیٰ کے

اذن کے بغیر نقصان نہیں پہنچاسکتا.(مجمع اشعۃ اللمعات یہ جواب امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہے)

جواب۸:جن احادیث میں مرض سرایت کرنے کا بیان ہے ان سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیرمرض سرایت نہیں کرتا اور جن روایات میں ہے کہ مرض سرایت کرتاہے توان کامطلب یہ ہےکہ عادت کے طورپر باذن اللہ تعالیٰ سرایت کرتاہے۔ اثبات عاربہ کا بیان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے۔

مذہب معتمدوصحیح ورجیح ونجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی،چیچک،طاعون وغیرہا اصلاًکوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑکر نہیں لگتی یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے توکبھی اصل بھی ہوجاتاہےکہ ارشاد ہوتاہے"أنا عند ظن عبدي بي" وہ اس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خوداسی کی باطنی بیماری کہ وہم پروردہ تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔

"فیض القدیر"میں ہے:"بل الوهم وحده من أكبر أسباب الإصابة" اس لئے اور نیز کراہت واذیت وخودبینی و تحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دوراندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑکر لگ گئی اور اب (معاذاللہ)اس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفیباطل فرماچکے یہ اس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا .

ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے کہ اس سے دور رہیں اور کامل ایمان بندگانِ خدا کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ (معاذاللہ)بیماری اُڑکر لگ جائے گی، اسے تواللہ ورسول رَد فرماچکے۔

جل جلالہ و

فائدہ:

پھرازاں جاکہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں،جیساکہ جمہور کا مذہب ہے توہرگز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کرے گا مثلاً(معاذاللہ)جسے یہ عارضہ ہواس کے اولاد واقارب وزوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دور بھاگیں اور اسے تنہاوضائع چھوڑ دیں یہ گز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگزاسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کرسکتی ، ولہٰذا ہمارے شیخین مذہب امامِ اعظم وامام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کااختیار نہیں، اور خدا ترس بندے تو ہر بے کس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ لازم سمجھتے ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہفرماتے ہیں:

"الله الله في من ليس له إلا الله"رواه ابن عدي عن أبي هريرة رضى الله تعالى عنه.	اللہ سے ڈرو اور اس کے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوا اللہ کے۔

لاجرم امام محقق علی الاطلاق"فتح القدیر"میں فرماتے ہیں:

"أما الثاني(أي: قوله صلى الله تعالى عليه وسلم فرمن المجذوم فظاهره غير مراد للاتفاق على إباحة القرب منه ويثاب بخدمته وتمريضه	یعنی علماء کااتفاق ہے کہ مجذوم کےپاس اُٹھنابیٹھنا مباح ہے اور اس کی خدمت گزاری وتیمارداری موجبِ ثواب. (واللہ تعالی اعلم)

وعلى القيام بمصالحه"

والله تعالى أعلم.

الحمد لله على ذلك وصلى الله على حبيبه الكريم وعلى اله واصحابه اجمعين

مدينے کابھکاری

الفقیر القادری محمدفیض احمداُویسی رضوی غفرلہ

۵ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

ہماری دوسری اردو کتابیں

بہار تحریر (اب تک چودہ حصے) ۔عبد مصطفی آفیشل	اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟ ۔عبد مصطفی
اذان بلال اور سورج کا نکلنا ۔ عبد مصطفی	عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ) ۔ عبد مصطفی آفیشل
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو! ۔ عبد مصطفی	شب معراج غوث پاک ۔ عبد مصطفی
شب معراج نعلین عرش پر ۔ عبد مصطفی	حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ ۔ عبد مصطفی
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت ۔ عبد مصطفی	مقرر کیسا ہو؟ ۔ عبد مصطفی
غیر صحابہ میں ترضی ۔ عبد مصطفی	اختلاف اختلاف اختلاف ۔ عبد مصطفی
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ ۔ عبد مصطفی	بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر) ۔ کنیز اختر
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب) ۔ عبد مصطفی	حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق ۔ عبد مصطفی
عورت کا جنازہ ۔ جناب غزل صاحبہ	ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی ۔ عبد مصطفی
آئیے نماز سیکھیں (حصہ1) ۔ عبد مصطفی	قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا ۔ عبد مصطفی
محرم میں نکاح ۔ عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ) ۔ عبد مصطفی
روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ) ۔ عبد مصطفی	بریک اپ کے بعد کیا کریں؟ ۔ عبد مصطفی
ایک نکاح ایسا بھی ۔ عبد مصطفی	کافر سے سود ۔ عبد مصطفی
میں خان تو انصاری ۔ عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ) ۔ عبد مصطفی
جرمانہ ۔ عبد مصطفی	لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟ ۔ عبد مصطفی